حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے گمنام خلیفہ

حافظ عبدالنبی

مسعود انور علوی (ایم، اے علیگ)

حضرت شاہ ولی محدث دہلویؒ کے سرمایۂ غیبی میں یہ نامور اور گمنام شخصیت بھی تھی جو آپ کے علمی و روحانی کمالات کا پرتوِ کامل تھی۔ ناظرین خیال فرمائیں گے کہ میں نے دو متضاد الفاظ استعمال کیے ہیں۔ نامور اس وجہ سے کہ اُس سابقہ دور میں آپ کے منتخب و مشہور خلفا میں شمار ہوتے تھے اور گمنام اس وجہ سے کہ عصرِ حاضر میں مورخین ان کے نام سے بھی بے خبر ہیں۔ ناظرین کی دلچسپی کے لیے شیخ محمد عاشق پھلتیؒ کی شہرۂ آفاق تالیف القول الجلی سے ان کا حال مقتبس کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کے لیے حضرت صاحبِ سجادہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری مدظلہ، ان کے برادر گرامی نیز ان کے فاضل اجل ابن الاخ مولانا شاہ تقی انور صاحب قبلہ کا از حد ممنون ہوں۔

آپ بھی شاہ صاحب کی بزم عرفان کی روشن قندیل تھے۔ تحقیق کے باوجود یہ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں کے باشندے تھے اور کس سن میں دہلی آکر سکونت اختیار کی۔ اصل نام عبدالنبی تھا لیکن مرشد برحق کے حضور سے عبدالرحمٰن کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرشد کامل کی خدمت میں حاضری سے بیشتر بیعت وغیرہ سے کوئی تعلق نہ تھا اور نہ اس قسم کی باتوں کا کوئی ذوق تھا۔ مرشد برحق کی زیارت اور بعد کو خدمت حضوری نے

کایا پلٹ دی جوان کی بیعت کے مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے حلقۂ تلامذہ میں ایک طالب علم سید محمد خاں سندھی تھے جو آپ کے دوست تھے۔ آپ اس وقت تک حضرت شاہ صاحب سے واقف بھی نہ تھے۔ ایک روز سید محمد خاں سے حافظ صاحب مذکور کی ملاقات ہوئی دوران گفتگو انھوں نے آپ سے اپنے استاد مکرم کی شخصیت کا ذکر کیا، بہت تعریف کی اور کہا مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ آپ صاحبِ باطن وولی کامل ہیں۔ اکثر اوقات میرا جی چاہتا ہے کہ آپ سے بیعت ہو جاؤں۔ انھوں نے جواب دیا کہ بھائی ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا یہ شاہجہاں آباد ہے یہاں ایسے ایسے مشائخ بہت پڑے ہیں ایسا نہ ہو کسی نااہل کے پلّہ پڑ جاؤ جو بعد میں حسرت وندامت ہو۔ چند روز بعد پھر دوبارہ دونوں کی ملاقات ہوئی۔ سید صاحب موصوف نے پھر وہی پچھلی بات دہرائی اور انھوں نے پھر انھیں سابقہ الفاظ میں تنبیہ کی بہر حال سید صاحب اپنی بات پر مصر رہے جب انھوں نے دیکھا کہ وہ کسی صورت سے نہیں مانتے ہیں تو مجبور ہو کر کہہ دیا کہ تم کو اختیار ہے سمجھانا میرا کام تھا میں نے تمہیں سمجھا دیا اب تم جانو اور تمہارا کام۔ غرضکہ سید محمد خاں کے دل میں شاہ صاحبؒ سے عقیدت ومحبت بڑھتی گئی اور بالآخر وہ بیعت ہو گئے۔ بیعت کے بعد ایک روز حافظ عبدالنبی صاحب سے ملنے آئے دوران گفتگو اپنی بیعت کا تذکرہ کیا اور کہا " جس کی مجھے تلاش تھی وہ مجھے مل گیا۔ ع۔

عاقبت جوئندہ یابندہ بود۔ ادھر سید صاحب نے موصوف سے اپنی بیعت کا حال بتایا ادھر ان کے دل میں حضرت اقدس سے ملنے کی خواہش کروٹیں لینے لگی۔ اور سید محمد صاحب سے کہا مجھے بھی کسی روز اپنے ہمراہ ان کی خدمت میں لے چلو چنانچہ ایک روز وہ ان کو ساتھ لے کر خدمتِ اقدس میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ شرف باریابی حاصل ہوا، نظر ملتے ہی سارے حجابات اٹھ گئے۔ خَلَقَ آدم علی صورتہٖ کا مشاہدہ ہوا۔ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کا اقرار ہوا۔ حقیقت بے نقاب ہو کر جلوہ گر ہو گئی۔ اسی وقت بیعت کے آرزو مند ہوئے

حضرت نے تامل فرمایا اور ان کی سابقہ گفتگو (جو سید محمد خاں سے ہوئی تھی) بر از راہ کشف مطلع ہوکر بعینہٖ وہی الفاظ دہرا دیے کہ بھائی یہ شاہجہاں آباد ہے ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا کسی نااہل کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا جو عمر بھر افسوس کرنا پڑے[۱]۔ حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ آپ تڑپ اٹھے، دل پر چوٹ لگی بے قرار و مضطرب ہو گئے۔ حضرت اقدس کی روشن ضمیری کا یقین ہوگیا۔ اب مزید کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ صبر رخصت ہوگیا، دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بہ الحاح وزاری نیز سید صاحب موصوف کی پرزور سفارش پر حلقۂ غلامی میں داخلہ کی استدعا کی۔ آپؒ نے ان کی بے قراری ملاحظہ فرماتے ہوئے مرید کرلیا اور اذکار و اشغال معمولہ کی تلقین کی۔ اب ان کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اوقات کو منضبط کیا۔ عبادت کے شائق ہوئے اور حضرت اقدس کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہوگئے۔ صحاح ستہ حضرت اقدس سے پڑھیں اور اسرار باطنی خوب اخذ کیے چونکہ فطرتاً ان علوم سے لگاؤ تھا لہذا تھوڑے ہی عرصہ میں کمال کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ عیال دار ہونے کے باوجود سب کچھ چھوڑ چھاڑ اپنے کو ہمہ تن مرشد برحق کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ رفتہ رفتہ فنا فی الشیخ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز اور مرشد کامل کے اسرار و معارف کا نمونہ ہو گئے۔ مرشد کامل کے قلم اعجاز رقم سے ان الفاظ میں تعریف وتحسین ہوئی۔

اگر بہ جانب حافظ عبدالرحمٰن ملاحظہ می افتد	اگر حافظ عبدالرحمٰن کی طرف نگاہ اٹھتی ہے تو
گویا یک روئی و یک جہتی و فنا در یک دیگر	ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یکرو ئی و یکجہتی و فنا باہم
بصورت ایشاں متمثل شدہ[۲]	ان کی صورت میں متمثل ہیں۔

مرشد برحق نے اپنے دست مبارک سے جو مثال ان کے لیے تحریر فرمائی اس سے ان کی شخصیت پر روشنی پڑ رہی ہے۔

ان للہ تبارک وتعالیٰ الطافا خفیۃ	اللہ تعالیٰ کے ایسے پوشیدہ لطف و اکرام
بعبادہ فی بواطنھم لغیر ادراکھا	اپنے بندوں کے لیے ہیں جن کا وہ ادراک بھی

ونعما هنية فيما بينه وبينهم من
جهة جذبهم اليه بدق فهم
معانيها ومن تلك الالطاف
الحقيقة والنعم الهنية فى حق
احبنا فى اللهِ الصالح المفلح المعمور
باطاعات اوقاته المغمور فى بحار
الحسنات انفاسه الحافظ عبدالرحمٰن
بن حافظ نظام الدين التنوى نزيل
دلى بلدة اقامها احسن الله اليه
فى الدنيا والعقبىٰ واجزل عليه نعمه
فى الاولىٰ والاخرى ان ساقه الى
والهمه طلب الطريقة الخاصية
الصوفية منى ...... وتحمل الشدائد
فى طى خصبها وفقرها وفقه الاهتمام
بالمراقبات والتوجهات وكشف
عليه التوحيد ومنح النسب
المعتبرة عند القوم نسبة الاحسان
والنسبة الاُويسية ونسبة التوحيد
ونسبة العشق وعامله باشياء
من خرق العوائد واذاقه حلاوة
المناجات ورزق اللذة فى اصناف

نہیں کر پاتے۔ اور اس کے اور ان کے درمیان
ایسی نعمتیں ہیں جو جس قدر ان کی سمجھ میں آتی جاتی
ہیں اسی قدر وہ اللہ کی طرف کھینچے جاتے ہیں
انھیں حقیقی لطف و اکرام اور مسرت خیز نعمتوں میں
سے ایک یہ بھی تھی کہ اس کی مخلوق میں سے میرے
محبوب، صالح و کامران اپنے اوقات منضبط
پر عمل پیرا۔ سر تا پا نیکیوں اور خصائل حمیدہ سے
متصف حافظ عبدالرحمٰن بن حافظ نظام الدین
تنوی ساکن دہلی اللہ انھیں فلاح دارین عطا
فرمائے اور دنیوی و اخروی نعمتوں سے سرفراز
فرمائے میرے پاس آئے (اللہ نے میرے پاس
انھیں بھیجا) مجھ سے صوفیہ کے خاص طریقہ کی
اجازت حاصل کی ....
اس طریقہ کے سیکھنے میں جو مصائب و سختیاں
ہیں وہ برداشت کیں۔ اللہ نے ان کو مراقبات
و توجہات کی توفیق عطا کی۔ ان پر توحید منکشف
کی۔ اور نسبت احسان، نسبت اویسیہ..
...... نسبت توحید اور نسبت عشق جیسی
نسبتیں جو عند القوم معتبر ہیں عطا کیں انھیں
خلاف عادت چیزوں کا عامل بنایا (صاحب
کرامت کیا) مناجات کی چاشنی اور تمام

العبادات واطلع علی شیئ من خواص الاسماء والآیات وسلامة صدرہ من الغل والحسد وقلة میله الی الحرص وطول الامل وقوة صبرہ فی الشدائد والامراض وعدم احساسه لتلك الآلام عند اشتغاله بالعبادات الی کثیر من الطاف الله یطول بیانها ولعشر تعدادها[۵۳]

قسم کی عبادتوں کی لذتیں بخشیں .... انھیں اسماء و آیات کے خواص سے مطلع فرمایا ....
ان کے سینہ کو کجی، حسد، لالچ، اور طول امل سے محفوظ رکھا۔ شدائد و امراض پر صبر کی قوت عطا کی اور بوقت عبادت بوجہ ان میں خشوع و خضوع ان مصائب کے احساس کو بھی ختم کر دیا۔ اس کے علاوہ ان پر اور بھی انعامات ہیں جن کا بیان طول عمل ہے۔

آپ کی عظمت و بزرگی کا اندازہ حضرت اقدس کے خلیفہ اعظم حضرت شاہ محمد عاشق رح کے ان الفاظ سے کیا جاسکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

زبدۂ اصحاب فضائل و عرفاں، خلاصہ ارباب ذوق و وجدان حافظ عبدالنبی المخاطب بہ حافظ عبدالرحمٰن کہ از خلفائے معتبرین حضرت الیشاں اند۔ ہمیشہ منظور نظر و شب و روز مورد توجہات حضرت اند[۵۴]

اصحاب فضائل و عرفاں کے نچوڑ، صاحبان ذوق و وجدان کے خلاصہ حافظ عبدالنبی مخاطب بہ حافظ عبدالرحمٰن حضرت اقدس کے معتبرین خلفا میں سے ہیں۔ سدا آپ کے منظور نظر اور دن رات توجہات کے مورد ہیں۔

دعوت اسماء و خواص آیات و تاثیرات اعمال میں مرشد حقیقی کی اعانت اور نگرانی میں ریاضات و مجاہدات شاقہ کے بعد ایسا ملکہ و قدرت حاصل کی کہ مرشد برحق نے آپ کے اس خصوصی کمال کو دیکھ کر اپنے مریدین و منتسبین کے انخراج حاجات و مطالب کی خدمت آپ کو ہی تفویض فرما دی۔ حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی رقم طراز ہیں۔

ہر کہ از حضرت اقدس مدظلہٗ استفاضہ

حضرت اقدس مدظلہٗ سے بیماریوں وغیرہ

شفا از علل و امراض می نماید بہ تعویذ و دعا بہ ایشاں حوالہ می نمایند۔ گویا افاضۂ ایں قسم برکات را بمنزلۂ جارحۂ حضرت اقدس اند۔[۵]

کے سلسلہ میں جو بھی شفایابی کے لیے عرض پرداز ہوتا ہے تو خود بہ دولت بجائے تعویذ دینے کے اسے موصوف کے حوالہ کر دیتے ہیں گویا اس قسم کی برکات کے افاضہ میں وہ آپ کے اعضاء کے مثل ہیں۔

بعد ازاں آپ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:

"ان کا وجود شریف صرف ملکی ہے جو لباس بشری میں مجسم ہے ان کے تمام معارف درحقیقت حضرت اقدس ہی کے معارف ہیں جنھوں نے ان کے آئینہ باطن پر بغایت صفا وجلا اپنا پرتو ڈالا ہے ان کے حال پر نظر کرنا حضرت اقدس کے کمالِ تصرف پر اذعان و ایمان کا باعث ہے[۱]

آپ کے واقعات، مشاہدات و مکاشفات بہت ہیں جن میں سے چند ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں۔ گو کہ آپ نے اپنے واردات و مکاشفات ایک علیحدہ رسالہ میں بھی قلمبند کیے ہیں۔ جیسا کہ مؤلف قول الجلی تحریر فرماتے ہیں کہ "واقعات ولایت آیات و کلمات اسرار رسمات ایشاں بسیار اند کہ بجا یگاہ خود رقم خامہ معارف شمامہ شان شدند۔[۲]

حضرت حافظ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ:

یک بار در واقعہ دیدم کہ در مقامے کہ مزار پُرانوار حضرت خواجہ قطب الدین است قدس سرہٗ حاضرم و در گوشہ ایں بیت می خوانم[۳]

یا حبیبَ الالٰہ خُذْ بیدی۔ مالعجزی سوائک مستندی و التجا بجناب حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰت و التسلیمات

ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار اقدس کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا یہ شعر یا حبیب الالٰہ (یعنی اے محبوب خدا میری دستگیری کیجیے آپ کے سوا میرا ملجا و ماوی کوئی نہیں ہے) گنگنا رہا ہوں اور اس کے وسیلہ سے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

می کنم وحضرت خواجہ در مکانے کہ قبر شریف ست بر سریرے نشستہ اندپس ایشاں را از استماع ایں کلمات وجد در گرفت ورقص کردند چنانچہ سریرہم بر رقص آمد وبندہ بجائے کہ بود مشغولی داشت وبہ ہیچ چیز التفات نمی کرد تا آنکہ حضرت خواجہ از سریر فرود آمدہ وبالتفات ومہربانی تمام بہ سوئے بندہ متوجہ شدند ودستار مبارک از سر خود فرود آوردہ بر سر بندہ نہادند۔ بمجرد آں حالت من متغیر شد وتمامے نسبت وبرکات ایشاں دریں سرایت ونفوذ نمود ۵۵

میں عرض پرداز ہوں اور حضرت خواجہ اپنے مزار مبارک کی جگہ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں آپ پر یہ سننے سے وجد طاری ہو گیا اور رقص فرمانے لگے حتیٰ کہ وہ چارپائی بھی رقص کرنے لگی، میں بدستور اپنی اسی نغمہ سرائی میں محو تھا اور کسی چیز کی طرف التفات نہ تھا یہاں تک کہ حضرت خواجہ چارپائی سے نیچے اترے اور بہ کمال عنایت مجھ غلام کی طرف متوجہ ہوئے اور دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر میرے سر پر رکھی اس کا رکھنا تھا کہ میری حالت متغیر ہو گئی اور آپ کی نسبت وبرکات مجھ میں سرایت کر گئیں۔

نیز موصوف نے تحریر فرمایا کہ ۱۱۰۳ھ میں جب مرشد حقیقی نے رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں اعتکاف فرمایا تو خواجہ محمد امین کشمیری آپ کے شرف مجاورت سے مشرف ہوئے۔ لیکن مجھے بعض مجبوریوں کے سبب یہ سعادت میسر نہ آئی تو حد درجہ افسوس ہوا۔ رات کے وقت واقعہ میں دیکھا کہ مسجد کے اندر ایک قنات کھڑی کی گئی ہے اور اس کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ چند اور لوگ بھی مسجد میں موجود ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذوق و شوق کی مجلس سجی ہوئی ہے جس میں شوق انگیز کلمات بیان ہو رہے ہیں اور اس شوق کی کیفیت نے پورے بقعہ کا احاطہ کر لیا ہے۔ حضرت شیخ ابو الرضا محمد (مرشد برحق کے عم محترم) آنحضرت صلعم کے سامنے حاضر ہیں اور آپ صلعم کے جذب صحبت سے بتاثیر بلیغ متاثر ہیں۔ اسی اثنا میں ان کی ایک گریہ آمیز چیخ نکلی اور میں قناعت کے باہر یہ حسرت لیے

کھڑا ہوں کہ کاش میں بھی اندر ہوتا۔ اچانک دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر ظاہر ہوئے اور مجھ میں سما گئے۔ اس کیفیت کا طاری ہونا تھا کہ عالم دگرگوں ہوگیا اور وہ اضطراب مبدل بہ راحت وسرور ہوگیا۔[۹]

حافظ صاحب موصوف نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ حضرت مرشد حقیقی مدظلہٗ مسجد شریف کی محراب کے متصل تشریف فرما ہیں اور یہ غلام بھی حاضر ہے اتنے میں اس غلام کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ادخلت طریقتنا (کیا تو ہمارے سلسلے میں داخل ہوچکا ہے) قلت نعم دخلت (میں نے عرض کیا جی ہاں) پھر آپ نے اپنے دست مبارک بیعت کے لیے پھیلائے میں نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ آپ کے ہاتھوں میں دے دیے۔ اس وقت میں یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ بیعت خصوصی ہے کیونکہ میں پہلے ہی سے آپ کے غلاموں میں شامل ہوں اسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی صورت آپ کے سر مبارک پر جلوہ گر ہے اور آپ کی پراسرار باتوں سے یہ محسوس ہورہا ہے کہ ایک مغلوبیت کی کیفیت رکھتے ہیں جو آپ کے متغیر حال سے ظاہر ہے وہ حال وکیفیت مجھ پر بھی اثر انداز ہوئے۔ اسی وقت حضور اپنا دہن مبارک غلام کے منہ پر رکھ کر اخرب اخرب کی تکرار فرمانے لگے آپ کے اس فعل کا مطلب فہم ناقص میں یہ آیا کہ اس صورت کو نیچے لے جاؤ پھر میں نے اس تصرف سے یہ دیکھا کہ وہ صورت رفتہ رفتہ نیچے آرہی ہے اور میں اسے آپ سے جذب کرکے اپنے اندر لا رہا ہوں اور آپ الفاظ فرماتے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ منہ سے داخل ہوکر سینہ تک پہنچ گئی۔ اس بات کو اگرچہ ایک عرصہ گذر چکا ہے لیکن اب تک اپنے میں اس کا اثر محسوس ہورہا ہے۔[۱۰] (باقی آئندہ)

حوالہ جات: [۱] القول الجلی واسرار الخفی: ۸۸۔ (۲) ص: ۴۵۳ (۳) ص: ۴۵۲
(۴) ص: ۴۵۱ (۵) ص: ۴۵۳۔ (۶) ص: ۴۵۲۔ (۷) ص: ۴۵۳۔ (۸) ص: ۴۵۴
(۹) ص: ۶۔ ۴۵۵۔ (۱۰) ص: ۴۵۷